باب پنجم

حُسنِ معاملات و معاشرت

(1) سُود کی حُرمت

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- سود کے معنیٰ اور مفہوم اور اس کی اقسام جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں سود کی حرمت کے احکام جان سکیں۔
- سودی لین دین کے احکام و مسائل سمجھ سکیں۔
- سودی معاملات سے بچ کر دیگر اسلامی کاروباری ذرائع کے استعمال کا موازنہ کر سکیں۔
- سود کے انفرادی، اجتماعی، دینی اور دنیوی نقصانات اور مضر اثرات کا تجزیہ کر سکیں۔
- سود کی حرمت اور قرضِ حسنہ کی ترغیب کو سمجھ کر روزمرہ زندگی کو اس کے مطابق ڈھال سکیں۔
- سودی لین دین سے ممانعت کی حکمت اور احکام و مسائل سمجھ کر اس سے نفرت اور گریز کرنے والے بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

سود کو عربی زبان میں رِبٰوا کہتے ہیں۔ سود کا معنیٰ ہے: "قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا۔" جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا، اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہوگا۔

قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے اس کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔ کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا، لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا تھا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔ جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی، لیکن جب واپس کی تو چھے یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآنِ مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ اٰل عمرٰن: 130)

اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو حرام قرار دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سُود کو حرام کیا ہے۔ (سورۃ البقرۃ:275)

قرآنِ مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ سود کی وجہ سے اگر چہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن درحقیقت وہ مال میں نقصان، بے برکتی، اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ذلیل ورسوا ہوگا۔

یہودیت ومسیحیت سمیت ہر مذہب میں سود ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے حتی کہ مشرکینِ مکہ بھی اس کو حرام سمجھتے تھے۔ سودی معیشت کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے سود کے کم ترین گناہ کو محارم سے بدکاری کے مترادف قرار دیا ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ روزمرہ استعمال کی اشیا میں آسان لین دین کو فروغ دینے کے لیے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے چھے چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں اُدھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا۔ اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی، میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ: 2273)

سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا، بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے، مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں، وہ اپنا روپیہ پیسا سودی لین دین میں لگا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے صنعتوں اور کارخانوں میں سرمایہ کاری کم ہوجاتی ہے، اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے بلکہ ملکی ترقی کا پہیہ بھی جام ہوجاتا ہے۔ جب مقروض شخص پر سود کی وجہ سے قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ سود اتارنے کے لیے یا تو جرائم کا ارتکاب کرتا ہے یا خودکشی کر لیتا ہے۔ سودی معاملات کی وجہ سے آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل وغارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت، زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید وفروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع ونقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔ تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے اور امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرضِ حسنہ کہتے ہیں۔ صدقے کی طرح قرضِ حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرضِ حَسَنَہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

Web Version of PCTB Textbook

نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔(سنن ابن ماجہ:2431)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پا لیتا ہوں۔

ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ حلال مال کمائیں، ہمارے پیٹ میں اترنے والا لقمہ بھی حلال کا ہونا چاہیے اور ہمارے جسم پر لباس بھی صرف اور صرف حلال مال کا ہونا چاہیے۔ مالِ حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی۔ حرام طریقے سے کمایا گیا مال نہ صرف دنیا میں بے سکونی، پریشانی اور بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا سخت حساب ہوگا۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) سود کو عربی میں کہتے ہیں:

(الف) کذب (ب) بہتان (ج) رِبٰوا (د) فحش

(ii) اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:

(الف) سود کو (ب) تجارت کو (ج) نفع کو (د) سونے چاندی کو

(iii) سود کا رواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں:

(الف) سیاست (ب) محنت (ج) دوستی (د) سفر

(iv) کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں:

(الف) فطرانہ (ب) صدقہ (ج) زکوٰۃ (د) قرضِ حسنہ

(v) حدیثِ مبارک کے مطابق قرضِ حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:

(الف) نو گنا (ب) دس گنا (ج) گیارہ گنا (د) اٹھارہ گنا

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) سود کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

(ii) سود کی حرمت پر ایک قرآنی آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

(iii) سود کی حرمت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) قرضِ حَسَنَہ کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

(v) سود کے معاشرے پر دو نقصانات تحریر کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

☆ **تفصیلی جواب دیں۔**

(i) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- سود کی حرمت پر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ تلاش کر کے لکھیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو سود کی حرمت سے آگاہ کریں۔
- موجودہ دور میں سود کی مختلف قسموں کی فہرست طلبہ سے بنوائیں۔
- سود کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ تلاش کرنے میں طلبہ کی راہ نمائی کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(2) اسلامی ریاست

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسلامی ریاست کے معنیٰ اور مفہوم جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی ریاست کے اغراض ومقاصد جان سکیں۔
- یہ سمجھ سکیں کہ اسلامی ریاست اصل میں فلاحی ریاست ہوتی ہے۔
- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کو سمجھ سکیں۔
- اسلامی ریاست میں افراد کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلامی ریاست کے اصولوں کو سمجھتے ہوئے ایک مثالی شہری بن سکیں۔
- ریاست کے قوانین کو جانتے ہوئے اپنے حقوق وفرائض سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلامی ریاست کی خصوصیات کو جانتے ہوئے مملکتِ خداداد پاکستان کو ایک مثالی فلاحی اسلامی ریاست بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

علمِ سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں۔ ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔ اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوتِ نافذہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری وساری ہونا چاہیے۔

مسلم علما نے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں جن کو خاندان، مسجد اور مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تین ادارے انسان کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔ ریاست کے بنیادی ادارے مقننہ، عدلیہ، انتظامیہ کہلاتے ہیں۔ مقننہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوان بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔ عدلیہ اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے اور انتظامیہ ان فیصلوں پر عمل درآمد کراتی ہے۔ میڈیا مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے۔

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

Web Version of PCTB Textbook

دینِ اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جو عدل و انصاف کی علم بردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکامات الٰہیہ کی سربلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور بُرائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔ (سورۃ الحج :41)

مسلم حکام کے دیگر فرائض میں عدل و انصاف کا قیام، غربت کا خاتمہ، فلاحِ عامہ، اسلامی تعلیمات کا فروغ، اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ، حدود و قصاص، مسلمانوں کا دفاع، ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت اور معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

اسلامی فلاحی ریاست میں ہر پہلو سے قرآن و سنت کی تعلیمات کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ قرآن و سنت کے علاوہ کوئی ایسا قانون بھی نہیں بن سکتا جو اسلام کی روح کے منافی ہو کیوں کہ ریاست کا مقصد افراد اور معاشرے کے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرنا ہے تاکہ انھیں ترقی کے یکساں مواقع فراہم ہو سکیں۔ اسلامی ریاست میں بحیثیت انسان، مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کے تحفظ کے علاوہ بے شمار حقوق دیے ہیں۔ اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا، شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، عبادت گاہیں نہ گرانا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، تمھیں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جنھوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انھیں ان کے حال پہ چھوڑ دینا۔ (موطا امام مالک: 966)

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجدِ نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجدِ نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخاتِ مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی :11642)

عدالتی نظام میں جید صحابہ کرام خصوصاً حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنھم شامل تھے۔ صوبائی سطح پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔ تعلیمی نظام میں صفہ اور دارِ ارقم جیسے اقامتی ادارے قائم تھے۔ بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مسجد میں ام محجن نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔

رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو متعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جاسکے۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اسلامی معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:

(الف) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (ب) خاندان، مسجد اور مکتب
(ج) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (د) مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا:

(الف) جان و مال اور عزت کی حفاظت کا (ب) سخاوت و ایثار کرنے کا
(ج) فضول خرچی کے خاتمے کا (د) وعدے کی پابندی کا

(iii) ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:

(الف) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (ب) خاندان، مسجد اور مکتب
(ج) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (د) مقنّنہ، عدلیہ اور انتظامیہ

(iv) پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:

(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں
(ج) طائف میں (د) دمشق میں

(v) اسلامی ریاست میں سیکرٹریٹ کا درجہ حاصل تھا:

(الف) دارِ ایوب کو (ب) مسجدِ نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو
(ج) دارِ ارقم کو (د) درس گاہِ صفہ کو

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

(ii) اسلامی فلاحی ریاست سے کیا مراد ہے؟

(iii) اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے کوئی سے دو حقوق بیان کریں۔

(iv) اسلامی ریاست میں سپہ سالاروں کو جاری کردہ کوئی سے تین احکام لکھیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(v) مملکت خداداد پاکستان کو ہم کیسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنا سکتے ہیں؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- اسلامی ریاست کے اہم اداروں کے نام اور ان کی ذمہ داریوں کی فہرست تیار کریں۔
- اسلامی ریاست میں افراد کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے کر تبصرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- اسلامی ریاست کے اہم اداروں کے نام اور ان کی ذمہ داریوں کی فہرست تیار کرنے میں طلبہ کی راہ نمائی کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(3) جہاد فی سبیل اللہ

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- جہاد فی سبیل اللہ کے معنیٰ اور مفہوم جان سکیں۔
- ''پیغامِ پاکستان'' کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ اور فساد فی الارض (دہشت گردی) میں فرق کر سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت اور اہمیت جان سکیں۔
- جہاد فی سبیل اللہ کی اقسام، شرائط اور اس کے دائرہ کار کو سمجھ سکیں۔
- اس بات کو سمجھ سکیں کہ عملی جہاد صرف حاکمِ وقت کی اجازت سے ہو سکتا ہے۔
- جہاد فی سبیل اللہ میں افرادی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت جان کر اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے جدوجہد کرنے والے بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

جہاد کے معنیٰ ہیں ''کوشش کرنا''۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ (سورۃ البقرۃ: 216)

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے

جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سورۃ التّوبۃ: 20)

مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصدِ زندگی کی تکمیل کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کی جان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں اُن کی جانیں اور اُن کے مال اِس کے بدلہ کہ اُن کے لیے جنّت ہے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیے جاتے ہیں (سورۃ التّوبۃ:111)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم:1910)

ملّتِ اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھر میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو ان کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور ان سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی و ایمانی فریضہ ہے۔

جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

- جہاد بالنفس
- جہاد بالمال
- جہاد بالسیف
- جہاد بالقلم
- جہاد باللسان

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کر لیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے، مکانوں کو نہ گرایا جائے۔ درختوں اور کھیتیوں کو برباد نہ کیا جائے۔ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔ جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے ''پیغامِ پاکستان'' کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خودکش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں۔ اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علما و مفتیانِ کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دے دیا ہے۔

علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے،

Web Version of PCTB Textbook

ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتوٰی کے بعد اس قسم کے تمام فتاوٰی جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سب کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے اَفراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فسادی اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملّتِ اسلامیہ اور دینِ اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔ مسلمان ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہلِ اسلام کی جان، مال، عزّت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ **درست جواب کا انتخاب کریں۔**

(i) جہاد کا مقصد ہے:

(الف) زمین کا حصول (ب) امن کا قیام (ج) شہرت (د) بدلہ

(ii) جہاد فرض ہوا:

(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں (ج) طائف میں (د) حبشہ میں

(iii) 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتوٰی کو کہا جاتا ہے:

(الف) دستورِ پاکستان (ب) آئینِ پاکستان
(ج) تعزیراتِ پاکستان (د) پیغامِ پاکستان

(iv) جہاد بالسّیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے:

(الف) غیر مسلموں کو (ب) بے حیائی اور فحاشی کو
(ج) فساد فی الارض کو (د) غربت و افلاس کو

(v) سب سے بہترین جہاد ہے:

(الف) جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا (ب) تلوار سے جہاد کرنا

(ج) مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا (د) نیکی کا حکم دینا

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) جہاد کے لفظی معنیٰ کیا ہیں؟

(ii) جہاد کا مقصد کیا ہے؟

(iii) جہاد کی فضیلت پر ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) جہاد کی فضیلت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(v) پیغامِ پاکستان سے کیا مراد ہے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلام کے تصور جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- اسلامی تاریخ میں کوئی سے دس بڑے غزوات کی فہرست تیار کریں جس میں ان غزوات کے نام، مقام، سپہ سالار، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تعداد، کفار کی تعداد، پس منظر، اسباب اور نتائج کا ذکر ہو۔
- غزواتِ نبوی پر تقاریر تیار کریں اور انھیں اسمبلی یا کلاس میں پیش کریں۔ جن شہداء کو نشانِ حیدر عطا کیا گیا ہو ان کے نام اور کارنامے اپنی ڈائری میں تحریر کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- انٹرنیٹ سے پیغامِ پاکستان ڈاؤن لوڈ کریں اور اس کے اہم نکات کے بارے میں طلبہ کو آگاہ کریں۔
- پیغامِ پاکستان کے ضمن میں دیے گئے متفقہ فتوٰی کے نمایاں نکات کمرا جماعت میں سنائے جائیں۔

Web Version of PCTB Textbook